بیعت وخلافت کے احکام میں خوبصورت نچوڑ

نَقَاءُ السَّلَافَۃُ فِیْ اَحْکَامِ الْبَیْعَۃِ وَالْخِلَافَۃُ

۱۳۱۹ھ

تصنیف لطیف:۔

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمۃ

ALAHAZRAT NETWORK
اعلحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

رسالہ

نَقَاءُ السَّلَافَہ فِیْ اَحْکَامِ الْبَیْعَۃِ وَالْخِلَافَہ

۱۳۱۹ھ

(بیعت وخلافت کے احکام میں خوبصورت نچوڑ)

مسئلہ ۱۷۷ ۲۵ رجادی الاولی ۱۳۱۸ھ

زید کہتا ہے کہ میں مسلمان اور مسلمان کے یہاں پیدا ہوا، روزِ پیدائش سے طریقہ اسلام پر اہلسنت وجماعت کا پیرو، غیر طریقے کی بے جابات جو خلافِ سنّت ہے حجت کو تیار، اور جو باتیں پیر بتاتا ہے وہ قرآن وحدیث سے بتاتا ہے وہ باتیں مجھ کو معلوم ہیں، پہلے سے عمل کرتا ہوں اور نہیں بھی، پھر روزِ قیامت کو گروہِ امتیان حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں اُٹھیں گے پھر کیا ضرورت ہے بیعت کرنے کی اور سلسلے میں آنے کی؟ ایک فقرہ جواب اس خیال جاہلانہ کا لکھ دیجئے تاکہ وسوسہ شیطانی دل سے دُور ہوجائے آئندہ توبہ واستغفار کریں۔ بیّنوا توجروا (بیان فرماؤ تاکہ اجر پاؤ۔ ت)

الجواب

قرآن وحدیث میں شریعت، طریقت، حقیقت سب کچھ ہے اور ان میں سب سے زیادہ ظاہر وآسان مسائل شریعت ہیں ان کی تو یہ حالت ہے کہ اگر ائمہ مجتہدین انکی شرح نہ فرماتے تو علماء کچھ نہ سمجھتے اور علماء کرام اقوالِ ائمہ مجتہدین کی تشریح وتوضیح نہ کرتے تو ہم لوگ ارشاداتِ ائمہ کے سمجھنے سے بھی عاجز

رہتے اور اب اگر اہل علم عوام کے سامنے مطالب کتب کی تفصیل اور صورت خاصہ پر حکم کی تطبیق نہ کریں تو عام لوگ ہرگز ہرگز کتابوں سے احکام نکال لینے پر قادر نہیں ہزار جگہ غلطی کریں گے اور کچھ کا کچھ سمجھیں گے، اس لئے یہ سلسلہ مقرر ہے کہ عوام آج کل کے اہلِ علم و دین کا دامن تھامیں اور وہ تصانیف علمائے ماہرین کا اور وہ مشائخ فتوٰی کا اور وہ ائمہ ہدٰی کا اور وہ قرآن و حدیث کا، جس شخص نے اس سلسلے کو توڑا وہ اندھا ہے، جس نے دامنِ ہادی ہاتھ سے چھوڑا عنقریب کسی عمیق (گہرے) کنوئیں میں گرا چاہتا ہے۔

امامِ اجل عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبرٰی میں فرماتے ہیں:

لوقدر ان اھل دور تعدوا من فوقھم الی الدور الذی قبلہ لا انقطعت وصلتھم بالشارع ولم یھتدوا لایضاح مشکل ولا تفصیل مجمل و تامّل یااخی لولا ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فصل بشریعتہ ما اجمل فی القراٰن لبقی علی اجمالہ کما ان الائمۃ المجتھدین لولم یفصلوا ما اجمل فی السنۃ لبقیت السنۃ علٰی اجمالھا وھکذا الٰی عصرنا ھذا الخ۔[1]

اگر بالفرض اہلِ زمانہ تجاوز کرجائیں اپنے اوپر والوں سے طرف اس زمانہ کے کہ وہ ان سے پہلے ہو تو ان کا شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملنا منقطع ہوجائے گا، اور وہ مشکل کو واضح کرنے اور مجمل کی تفصیل کی راہ نہ پائیں، غور کرا ے بھائی! اگر رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم قرآن کے اجمال کی اپنی شریعت سے تفصیل نہ فرماتے تو قرآن اپنے اجمال پر باقی رہتا جیسا کہ تحقیق اگر ائمہ مجتہدین حضور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی سنّت کے اجمال کی تفصیل نہ کرتے تو سنّت اپنے اجمال پر باقی رہتی اور ایسے ہی ہمارے اس زمانہ تک الخ۔ (ت)

اسی میں ہے:

کما ان الشارع بین لنا بسنتہ ما اجمل فی القراٰن وکذلک الائمۃ المجتھدین بینوا لنا ما اجمل فی احادیث الشریعۃ ولولا بیانھم لنا ذلک لبقیت الشریعۃ علی اجمالھا

جیسا کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی سنّت کے ساتھ قرآن مجید کے اجمال کی تفصیل کی ہے، اور ایسے ائمہ مجتہدین نے ہمارے لئے احادیثِ شریعت کے اجمال کا بیان فرمایا ہے، اور بالفرض ان کا بیان نہ ہوتا تو شریعت اپنے اجمال پر باقی

---

[1] المیزان الکبرٰی فصل وممایدلک علی صحۃ ارتباط جمیع اقوال علماء الشریعۃ الخ مصطفی البابی مصر ۱/ ۳۷

وھکذا القول فی اھل کل دور بالنسبۃ للدور الذین قبلھم الٰی یوم القیٰمۃ فان الاجمال لم یزل ساریا فی کلام علماء الامۃ الٰی یوم القیٰمۃ ولولا ذٰلک ماشرحت الکتب ولاعمل علی الشروح حواش کما مر[1]۔

رہتی، اور یہی بات ہر اہل دور کی بنسبت اپنے پہلے دَور والوں کی ہے قیامت تک، اس لئے کہ اجمال علماء امت کے کلام میں قیامت تک جاری رہتا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کتابوں کی شرحیں اور شرحوں پر حواشی نہ لکھے جاتے، جیسا کہ گزرچکا۔ (ت)

غیر مقلدین اسی سلسلے کو توڑ کر گمراہ ہوئے اور نہ جانا کہ : ؎

ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند　　　روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

(دنیا کے تمام شیر اس سلسلہ میں بندھے ہوئے ہیں، لومڑی اپنے حیلہ سے اس سلسلہ کو کیسے کمزور بنا سکتی ہے۔ ت)

جب احکامِ شریعت میں یہ حال ہے تو صاف روشن کہ دقائقِ سلوک اور حقائقِ معرفت بے مرشدِ کامل خود بخود قرآن وحدیث سے نکال لینا کس قدر محال ہے، یہ راہ سخت باریک اور بے شمع مرشد نہایت تاریک ہے، بڑے بڑوں کو شیطان لعین نے اس راہ میں ایسا مارا کہ تحت الثرٰی تک پہنچا دیا، تیری کیا حقیقت کہ بے رہبرِ کامل اس میں چلے اور سلامت نکل جانے کا ادعا کرے۔ ائمہ کرام فرماتے ہیں: آدمی اگرچہ کتنا ہی بڑا عالم زاہد کامل ہو اس پر واجب ہے کہ ولی عارف کو اپنا مرشد بنائے بغیر اس کے ہرگز چارہ نہیں۔ میزان الشریعۃ میں ارشاد فرمایا:

فعلم من جمیع ما قررناہ وجوب اتخاذ الشیخ لکل عالم طلب الوصول الٰی شھود عین الشریعۃ الکبرٰی ولو اجمع جمیع اقرانہ علی علمہ وعملہ وزھدہ وورعہ ولقبوہ بالقطبیۃ الکبرٰی فان لطریق القوم شروطا لایعرفھا الاالمحققون منھم دون

پس معلوم ہوا اس تمام سے جو کہ ہم نے ثابت کیا ہے شیخ کے پکڑنے کا وجوب ہر عالم کے لئے جو طلب کرے عین شریعت الکبرٰی کے مشاہدہ تک پہنچنے کو اگرچہ اس کے تمام ہم عصر اس کے علم وعمل اور زہد وورع پر جمع ہوجائیں، اور اس کو قطبیتِ کبرٰی کا لقب دیں اس لئے کہ اس قوم (یعنی صوفیہ) کے طریق کی کچھ شرطیں ہیں جن کو کہ سوائے ان کے محققین کے

---

[1] المیزان الکبرٰی　فصل فی بیان استحالۃ خروج شیئ الخ　مصطفی البابی مصر　۱/ ۴۶

الدخیل فیھم بالدعاوی والاوھام وربما کان من لقبوہ بالقطبیۃ لایصلح ان یکون مریدا القطب[1] الخ۔

کوئی نہیں پہچان سکتا، نہ کہ وہ لوگ جو صرف اپنے دعاوی اور اوہام کے ساتھ ان میں داخل ہوتے ہیں، اور بسا اوقات جن کو انھوں نے قطب ہونے کالقب دیا ہے وہ اس لائق نہیں ہے کہ کسی حقیقی قطب کا مرید ہو۔ (ت)

یہ اس کے لئے ہے جو اس راہ کا چلنا چاہے، اور ہمت پست کوتاہ دست لوگ اگر سلوک نہ بھی چاہیں تو انھیں توسّل کے لئے شیخ کی حاجت ہے، یُوں اللہ عزوجل اپنے بندوں کو بس تھا، قال اللہ تعالٰی (اللہ تعالٰی نے فرمایا):

الیس اللہ بکاف عبدہ[2] — کیا خدا اپنے بندوں کو کافی نہیں۔

مگر قرآن عظیم نے حکم فرمایا،

وابتغوا الیہ الوسیلۃ[3]۔ — اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

اللہ کی طرف وسیلہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف وسیلہ مشائخ کرام، سلسلہ بہ سلسلہ جس طرح اللہ عزوجل تک بے وسیلہ رسائی محال قطعی ہے یونہی رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک رسائی بے وسیلہ دشوار عادی ہے۔ احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی وسلم صاحبِ شفاعت ہیں اللہ عزوجل کے حضور وہ شفیع ہونگے اور اُن کے حضور علماء و اولیاء اپنے متوسلوں کی شفاعت کریں گے۔ مشائخ کرام دنیا و دین و نزع و قبر و حشر سب حالتوں میں اپنے مریدین کی امداد فرماتے ہیں۔ میزان الشریعۃ میں ارشاد فرمایا:

قد ذکرنا فی کتاب الاجوبۃ عن ائمۃ الفقہاء والصوفیۃ ان ائمۃ الفقہاء والصوفیۃ کلھم یشفعون فی مقلدیھم ویلاحظون احدھم عند طلوع روحہ وعند سوال منکر ونکیر لہ وعند

تحقیق ہم نے ذکر کیا ہے کتاب الاجوبہ عن ائمۃ الفقہاء والصوفیہ میں کہ فقہاء اور صوفیہ سب کے سب اپنے متبعین کی شفاعت کریں گے اور وہ اپنے متبعین اور مریدین کے نزع کی حالت میں رُوح کے نکلنے اور منکر نکیر کے سوالا

---

[1] المیزان الکبرٰی فصل ان القائل کیف الوصول الخ مصطفٰی البابی مصر ۱/۲۲
[2] القرآن الکریم ۳۹/ ۳۶
[3] ؁ ؁ ۵/ ۳۵

30

النشر والحشر والحساب والمیزان والصراط ولا یغفلون عنہم فی موقف من المواقف الخ۔[1]

نشر و حشر اور حساب اور میزان عدل پر اعمال تُلنے اور پل صراط گزرنے کے وقت ملاحظہ فرماتے ہیں اور تمام مواقف میں سے کسی ٹھہرنے کی جگہ سے غافل نہیں ہوتے الخ۔ (ت)

اس محتاج بے دست و پا سے بڑھ کر احمق اپنی عافیت کا دشمن کون جو اپنی سختیوں کے وقت اپنے مددگار نہ بنائے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں:

استکثروا من الاخوان فان لکل مؤمن شفاعۃ یوم القیٰمۃ۔ رواہ ابن النجار[2] فی تاریخہ عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اللہ کے بکثرت نیک بندوں سے رشتہ وعلاقہ محبت پیدا کرو کہ قیامت میں ہر مسلمان کامل کو شفاعت دی جائے گی کہ اپنے علاقہ والوں کی سفارش کرے۔ (اس کو ابن النجار نے اپنی تاریخ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

اور بالفرض معاذ اللہ اور کچھ نہ ہوتا تو نبی صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم تک اتصال سلسلہ کی برکت کیا تھوڑی تھی جس کے لئے علمائے کرام آج تک حدیث کی سندیں لیتے ہیں یہاں تک کہ رتن ہندی وغیرہ کی اسانید سے طلب برکت کرتے ہیں۔ امام ابن حجر عسقلانی اصابہ فی تمیز الصحابہ میں فرماتے ہیں:

انتقیت عن المحدث للرحال جمال الدین محمد بن احمد بن امین الاقشہری نزیل المدینۃ النبویۃ فی فوائد رحلتہ اخبرنا ابوالفضل وابوالقاسم بن ابی عبد اللہ بن علی بن ابراہیم بن عتیق اللواتی المعروف بابن الخباز المہدوی (فذکر بسندہ حدیثا عن خواجہ رتن) قال وذکر خواجہ رتن بن عبد اللہ انہ شہد

کوچ کرنے والے محدث جمال الدین محمد بن احمد بن امین اقشہری مدینہ منورہ میں رہائش پذیر سے خبر دیا گیا میں اپنی فوائد رحلت میں بیان کیا ہم سے ابوالفضل اور ابوالقاسم بن ابو عبد اللہ بن ابراہیم بن عتیق اللواتی المعروف بہ ابن خباز مہدوی کہ انھوں نے اپنی سند سے حدیث ذکر کی حضرت خواجہ رتن سے فرمایا اور ذکر کیا خواجہ رتن بن عبد اللہ نے کہ تحقیق رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم

---

[1] المیزان الکبرٰی فصل فی بیان جملۃ من الامثلۃ المحسوسۃ مصطفٰے البابی مصر ۱/۵۳

[2] کنز العمال بحوالہ ابن نجار عن انس حدیث ۲۴۶۴۲ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۹/۴

30
30

مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الخندق وسمع منہ ھذا الحدیث ورجع الٰی بلاد الھند ومات بہا وعاش سبع مائۃ سنۃ ومات لسنۃ ست وتسعین وخمسمائۃ وقال الاقشھری وھذا السند یتبرک بہ وان لم یوثق بصحتہ[1]	کی معیت میں غزوہ خندق میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس حدیث کو سنا اور ہندوستان کے شہروں میں واپس آئے اور وہاں فوت ہوئے اور سات سو سال زندہ رہے اور ۵۹۶ھ میں وفات پائی، اور اقشہری نے فرمایا اس سند سے برکت حاصل کی جاتی ہے اگرچہ اس کی صحت کا وثوق (اعتماد) نہیں ہے۔(ت)

توسلاسل واسانید اولیائے کرام کا کیا کہنا خصوصًا سلسلہ عالیہ علیہ حضور پرنور سیدنا غوثِ اعظم قطبِ عالم صلی اللہ تعالٰی علٰی جدہ الکریم و آبائہ الکرام وعلیہ وسلم جو ارشاد فرماتے ہیں کہ :

"میرا ہاتھ میرے مرید پر ایسا ہے جیسے زمین پر آسمان۔"[2]

اور فرماتے ہیں :

"اگر میرے مرید کا پاؤں پھسلے گا میں ہاتھ پکڑ لوں گا۔"[3]

اسی لئے حضور کو پیر دستگیر (ہاتھ پکڑنے والے) کہتے ہیں ــــ اور فرماتے ہیں :

"اگر میرا مرید مشرق میں ہو اور میں مغرب میں ہوں اور اس کا پردہ کھلے میں ڈھانک دوں گا۔"[4]

اور فرماتے ہیں :

"مجھے ایک دفتر دیا گیا حدِ نگاہ تک کہ اس میں میرے مریدوں کے نام تھے قیامت تک، اور مجھ سے فرمایا گیا وھبتھم لک[5] یہ سب ہم نے تمہیں دے ڈالے۔"

رواھا عنہ الائمۃ الثقات، رضی اللہ تعالٰی ۔۔۔ اس ارشاد کو معتمد ائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہم نے

---

[1] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ترجمہ انس بن عبداللہ ۲۷۵۹ دار صادر بیروت ۱/۵۳۷

[2] بہجۃ الاسرار ذکر فضل اصحابہ وبشراھم مصطفٰی البابی مصر ص ۱۰۰

[3] " " " " " ص ۱۰۲

[4] " " " " " ص ۹۹

[5] " " " " " ص ۱۰۰

عنہم، وعنا بہم، آمین، واللہ تعالیٰ اعلم۔

آپ سے روایت کیا ہے، آمین! واللہ تعالےٰ اعلم۔

مسئلہ مرسلہ حضور پُر نور مولٰنا حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں صاحب مارہری دامت برکاتہم ۱۲۹۸ھ

یہ سوال چند امور متعلقہ خلافت وسجادہ نشینی حضرات اولیائے کرام سے استفسار تھا جس کے مقاصد تقریر جواب سے واضح ہیں۔

الجواب

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ المصطفٰے واٰلہ الکرام السادات الشرفا وصحابۃ العظام والاولیاء العرفاء وعلینا معھم دائما ابدا۔

امّا بعد خلافتِ حضرات اولیائے کرام نفعنا اللہ ببرکاتھم فی الدنیا والاٰخرۃ (نفع دے ہم کو اللہ تعالیٰ ان کی برکات سے دُنیا اور آخرت میں) دو طرح ہے: عامّہ اور خاصّہ۔

عامّہ یہ کہ مرشد مربّی (تربیت دینے والا) اپنے مریدین اقارب اور اجانب سے جس جس کو صالح ارشاد ولائق تربیت سمجھے اپنا خلیفہ ونائب کرے اور اسے اخذ بیعت وتلقین اذکار واشغال واوراد واعمال وتربیتِ طالبین وہدایت مسترشدین کے لئے مثال خلافت کرامت فرمائے، یہ معنے صرف منصب دینی ہے اور اس میں تعدد خلفاء بحد وانتہا جائز وواقع حضور سید العالمین مرشد الکل محمد مصطفٰے صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے سب صحابہ کرام بایں معنی حضور کے خلفاء تھے اور اسی خلافت کو وراثتِ انبیاء سے تعبیر کیا گیا ہے اور بایں معنی علمائے دین ومشائخ کاملین اہلِ شریعت وطریقت تابقیامِ قیامت سب حضرت رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ کے نواب خلفاء ہیں، اور یہ خلافت حیات مستخلف (جس کا خلیفہ ہو) سے مجتمع ہوتی ہے کما لایخفٰی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے)

اور خاصہ یہ کہ اس مرشد مربّی کے بعد وصال یہ شخص اس کی مسند خاص پر جس پر اس کی زندگی میں سوا اس کے دوسرا نہ بیٹھ سکتا جلوس کرے اور تمام نظم ونسق ورتق وفتق وجمع وتقسیم وعزل ونصب خدام وتقدیم وتاخیر مصالح وتولیت اوقاف درگاہی وقوامت مصارف خانقاہی میں اس کی جگہ قائم ہو، یہ معنی بھی ہر چند باطن ان کا دین ہے مگر روئے بظاہر لبُسوئے دنیا رکھتے ہیں۔

کما قال سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجھہ

جیسے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

فی خلافۃ سیدنا الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ رضیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لدیننا افلا نرضاہ لدنیانا۔[1]

حضرت سیدنا صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) کی خلافت کے بارے میں رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے آپ کو ہمارے دین کے لئے پسند فرمایا تو پس ہم اس کو اپنی دنیا کے لئے کیوں پسند نہ کریں (ت)

یہ خلافت خلافت و امامتِ کبرٰی سے بہت مشابہ ولہذا حیات مستخلف سے مجتمع نہیں ہوتی اسی کو سجادہ نشینی کہتے ہیں یہاں مرجح اول تصریح مستخلف ہے کہ جس شخص کو وہ ولیعہد کرے یا اس کے لئے قریب وصال وصیت کرجائے بشرطیکہ وہ وصیت شرعاً معتبر اور وصی مذکور اہل و لائق اور متعلق درگاہ کچھ اوقاف ہوں تو ان کی تولیت کی بھی صلاحیت رکھتا ہو وہی سجادہ نشین قرار پائے گا اور باوجود اس کے نص مقبول ومعتبر شرعی کے کام کو ناتمام جان کر بحث ارباب شورٰی و اہل حل وعقد کے سامنے پیش نہ کریں گے کما فی الامامۃ الکبری والخلافۃ العظمٰی (جیسا کہ امامتِ کبرٰی اور بڑی خلافت میں ہے) اور مجرد تقریر و عدم انکار نص صریح کے مقابل خصوصاً جبکہ نص متاخر ہو ہرگز رنگ قبول نہیں پاسکتی مثلاً اگر کوئی شخص اس مرشد مربی کے حضور رکہے کہ بعد حضور زید سجادہ نشین ہے یا کسی شخص کی تحریر اس مضمون پر مشتمل اُس مرشد مربی کے سامنے پڑھی جائے اور وہ اس قول یا تحریر کو سُن کر سکوت فرمائے بعدہٗ وصیت سجادہ نشینی بنام عمرو یا باشتراک زید و عمرو کرے تو یہ وصیت ہی معتبر ہوگی اور وہ سکوت پایۂ اعتبار سے ساقط رہا۔

والدلیل علی ذٰلك قاعدتان من الفقہ الاولٰی لاینسب الی ساکت قول والاخری ان الصریح یفوق الدلالۃ۔[2]

اور دلیل اس پر دو قانون فقہ کے ہیں پہلا خاموش کی طرف کوئی قول منسوب نہیں ہوتا، دوسرا تحقیق صریح دلالت پر راجح ہوتا ہے (ت)

اور اگر نص صریح دو پائے جائیں ایک میں تصریح وصیت زید کے لئے ہو، اور دوسرے میں عمرو خواہ دونوں کے لئے، اور ان میں ایک کی تاریخ دوسرے سے متاخر ہو، تاہم دونوں نص معمول بہ (عمل کیا جائے گا) رہیں گے، اور زید وعمرو دونوں وصی قرار پائیں گے، ہاں اگر نص متاخر میں نص اول سے

---

[1] الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر بیعۃ ابی بکر دار صادر بیروت ۳/ ۱۸۳

[2] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الثانیۃ عشر ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۱۸۴

[3] ردالمحتار کتاب النکاح باب المہر داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۳۵۷

رجوع اور وصی پیشین کو معزول کیا ہے تو بیشک متاخر متقدم کا ناسخ ہو جائے گا۔

وھذا کما فی رد المحتار عن ادب الاوصیاء عن التتارخانیۃ اوصی الی رجل ومکث زمانا فاوصی الی اٰخر فھما وصیان فی کل وصایاہ سواء تذکر الیصاء الی الاول او نسی لان الوصی عندنا لاینعزل مالم یعزل الموصی حتی لوکان بین وصیتہ مدۃ سنۃ او اکثر لاینعزل الاول عن الوصایۃ[1]۔

اور یہ جیسا کہ رد المحتار میں ادب الاوصیاء سے وہ تاتارخانیہ سے کسی نے کسی مرد کو اپنا وصی (نائب) بنایا اور کچھ زمانہ ٹھہرا تو دوسرے مرد کو وصی (نائب) بنادیا تو وہ دونوں اس کے تمام وصایا میں نائب ہوں گے۔ برابر ہے کہ پہلے شخص کو نائب بنانا ایسے یاد ہو یا بھول گیا ہو کیونکہ وصی (نائب) ہمارے مذہب میں جب تک وصیت کرنے والا معزول نہ کرے معزول نہیں ہوتا حتی کہ دونوں وصیتوں کے درمیان مدت ایک برس یا زیادہ ہو پھر بھی پہلا وصی (نائب) ہونے سے معزول نہ ہوگا۔ (ت)

اور اگر اس کا نص نہیں تو اس درگاہ وخانقاہ میں جو دستور قدیم چلا آیا ہے اس پر کاربندی ہوگی یا اہل حل وعقد جس پر اتفاق کریں مگر ان دونوں صورتوں میں یہ ضرور ہے کہ شخص مذکور اُس مرشد مرتی سے خلافت عامہ بطور مقبول رکھتا ہو ورنہ بسبب قاحل یا ہمارے بلاد میں بوجہ عدم قضاۃ اتفاق ناس سے تولیت اوقاف اگرچہ صحیح ہو جائے مگر سجادہ نشینی ہرگز درست نہ ہوگی کہ وہ خلافت خاصہ ہے اور کوئی خاص بے عام کے متحقق نہیں ہو سکتا اور خلافت عامہ بے اجازت صحیحہ زنہار حاصل نہیں ہوتی، حضرت اسد العارفین سیدنا ومولانا حضرت سید شاہ حمزہ عینی مارہری قدس اللہ تعالٰی سرہ الزکی اپنی بیاض شریف میں ارشاد فرماتے ہیں:

معلوم باد کہ خلافت مشائخ کہ دریں ولایت مروج ست بر ہفت نوع ست، بعضے ازاں مقبول بعضے ازاں مجہول، اول اصالۃً، دوم اجازۃً، سوم اجماعًا، چہارم وراثۃً، پنجم حکمًا، ششم تکلیفًا، ہفتم اویسیًا، اما اصالۃً آنکہ بزرگے بامر الٰہی شخصے را خلیفہ

معلوم ہو کہ مشائخ کی خلافت کہ اس ولایت ہند وپاک میں مروج ہے سات قسموں پر ہے، بعض مقبول ہیں اور بعض مجہول، پہلی قسم اصالۃً ہے، اور دوسری اجازۃً، تیسری اجماعًا، چوتھی وراثۃً، پانچویں حکمًا، چھٹی تکلیفًا، ساتویں اویسیًا، اصالۃً یہ کہ کوئی بزرگ اللہ تعالٰی کے حکم سے کسی

---

[1] رد المحتار کتاب الوقف فصل یراعی شرط الواقف فی اجارتہ الخ داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/۴۱۰

خود گیرد و جانشین خود گرداند۔

اقول و ذٰلک کما فی الحدیث عنه صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم ما قدمت ابابکر و عمر ولکن اللّٰہ قدمھما[1] و عنه صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم سألت اللّٰہ ثلٰثا ان یقدمك یا علی فابی علی الا تقدیم ابی بکر[2] وقال صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم یابی اللّٰہ والمؤمنون الا ابی بکر[3] الی غیر ذٰلک من الاحادیث رجعنا الی کلام سیدنا حمزہ قدس سرہ العزیز و اجازۃً آنکہ شیخے مریدے را خواہ وارث خواہ بیگانہ قابل کار دیدہ برضا و رغبت خود خلیفہ کرد۔

(**اقول** کاستخلاف امیر المؤمنین حسن بن علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما) و اجماعاً آنکہ شیخے ازیں عالم نقل کرد کسے را خلیفہ نگرفت قوم و قبیلہ وارثے یا مریدے را بخلافت

شخص کو اپنا خلیفہ اور جانشین بنالے۔

اقول (میں کہتا ہوں) یہ اس طرح ہے کہ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی حدیث میں ہے میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگے نہیں کیا بلکہ اللہ تعالےٰ نے ان کو مقدم کیا ہے، اور حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ میں نے اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تمہارے بارے میں اللہ تعالےٰ سے تین مرتبہ سوال کیا کہ وہ آپ کو مقدم کرے لیکن اللہ تعالےٰ نے ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا دوسرے کو مقدم کرنے سے انکار فرمایا اور فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سوا اور کو امام بنائے جانے پر اللہ تعالیٰ اور مومن انکار کریں گے، ان کے علاوہ دیگر احادیث مبارک میں بھی یونہی آیا ہے، ہم سیدنا حمزہ قدس سرہٗ کے کلام کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اجازۃً یہ کہ کوئی شیخ کسی مرید کو خواہ وہ وارث ہو یا بیگانہ، کام کے لائق دیکھ کر اپنی رضا و رغبت سے اپنا خلیفہ کرے۔

(**اقول** (میں کہتا ہوں) جس طرح

---

[1] کنز العمال ابن النجار عن انس حدیث ۳۲۷۰۶ موسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۱/۵۷۲

[2] کنز العمال حدیث ۳۲۶۳۷ و ۳۲۶۳۸ و ۳۵۶۸۰ " " " ۱۱/۵۵۸-۵۹ و ۱۲/۵۱۵

[3] الطبقات الکبریٰ لابن سعد ذکر الصلوٰۃ التی امر بھا رسول اللہ ﷺ ابابکر عند وفاتہ دار صادر بیروت ۲/۱۸۰

وے تجویز نمایند۔

اقول (کاستخلاف اھل الحل والعقد امیر المومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ بعد شھادۃ امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ) اما ایں خلافت نزدیک مشائخ روا نیست و ایں نوع خلافت را خلافت اختراعی گویند۔

اقول یعنی لانعدام الخلافۃ العامۃ المشروطۃ لصحۃ الخلافۃ الخاصۃ فی باب الطریقۃ اما علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ فقد کان من اجل خلفاء رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) و وراثۃ آنکہ مشایخے ازیں جہاں واگذشت و خلیفہ را بجائے خود نگذاشت وارثے کہ شایان ایں امر بود بر جادہ او نشست و خود را خلیفہ گرفت۔

اقول کخلافۃ الامیر معٰویۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بعد ابن عمہ امیر المؤمنین الغنی قبل تفویض الامام المجتبٰی ایاہ وھذا ان ثبت انہ کان یدعی قبلہ انہ خلیفۃ والا فقد صح انہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کان ینکر دعوی الخلافۃ، و

امیر المومنین علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضرت امیر المومنین حسن بن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو خلیفہ بنایا) اور اجماعًا یہ کہ شیخ اس عالم سے انتقال کر جائے اور کسی کو خلیفہ نہ بنائے قوم اور قبیلہ شیخ کے وارث، یا کسی مرید کو شیخ کا خلیفہ یعنی جانشین تجویز کرلیں۔

اقول (میں کہتا ہوں جس طرح اہل حل وعقد یعنی اصحاب الرائے نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شہادت کے بعد حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ بنایا) لیکن یہ خلافت مشائخ کے نزدیک روا نہیں ہے، اور اس قسم کی خلافت کو اختراعی خلافت کہتے ہیں۔

اقول (میں کہتا ہوں) یعنی بوجہ معدوم ہونے اس خلافتِ عامہ کے جو کہ خلافتِ خاصہ کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے لیکن علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے جلیل القدر خلفاء سے تھے) اور وراثۃ یہ کہ کوئی شیخ اس جہان سے انتقال کرجائے اور اپنی جگہ خلیفہ نہ چھوڑے کوئی اس بزرگ کا وارث جو کہ اس امر خلافت کا اہل ہو وہ اس کی جگہ بیٹھ جائے اور اپنے آپ کو خلیفہ بنائے۔

اقول (میں کہتا ہوں) جیسے کہ امیر معٰویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی خلافت ان کے چچا کے بیٹے امیر المومنین عثمان الغنی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت امام مجتبٰی حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ کے سپرد کرنے سے پہلے، اور یہ تب ہے جبکہ ثابت ہو جائے کہ وہ خلافت کا دعوٰی اس سے قبل کرتے، اور

يقول انى لاعلم انه يعنى على كرم الله تعالىٰ وجهه افضل منى واحق بالامر ولكن الستم تعلمون ان عثمان قتل مظلوما وانا ابن عمه ووليه اطلب بدمه، رواه يحيىٰ بن سليمٰن الجعفى شيخ البخارى فى كتاب الصفين[1] بسند جيد عن ابى مسلم الخولانى واما بعد تفويض الامام المجتبىٰ اياه فلا شك انه امام حق وامير صدق كما بينه العلامة ابن حجر فى الصواعق[2] ایں نوع را مشائخ منظور نداشته اند واحیانا آں شیخ اورا در باطن امر فرماید روا بود که نزد صوفیه حکم ارواح جایز است (اقول وح يرجع الى الاولسية كما ان سيدى ابا الحسن الخرقانى خليفة سيدى ابى يزيد البسطامى قدس الله تعالى اسرارهما ولكن لايسلم هذا لكل مدع مالم نعلم ثقته وعدالته اويشهد له اهل الباطن) الى اخر ما افاده واجاد قدس الله تعالىٰ

تحقیق یہ صحیح ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعویٰ خلافت کا انکار فرماتے تھے اور فرماتے بیشک میں جانتا ہوں کہ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ مجھ سے افضل ہیں اور خلافت کے زیادہ حقدار ہیں لیکن کیا تم لوگ جانتے ہو کہ تحقیق عثمان رضی اللہ عنہ ظلماً قتل کئے گئے ہیں اور میں ان کے چچا کا بیٹا ان کا بھائی اور ان کا ولی ہوں میں ان کے خون کا بدلہ طلب کرتا ہوں۔ اس کو یحییٰ بن سلیمان الجعفی شیخ البخاری نے کتاب الصفین میں سند جید کے ساتھ ابو مسلم الخولانی سے روایت کیا، لیکن امام مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب امر خلافت ان کو تفویض یعنی سپرد کر دیا تو بیشک وہ امام حق اور امیر صادق تھے جیسا کہ اس کو علامہ ابن حجر مکی نے صواعق میں بیان فرمایا ہے۔ اس قسم کو مشائخ نے منظور نہیں رکھا اور احیاناً کسی وقت وہ شیخ اس کو باطن میں حکم فرمائیں تو جائز ہے اس لئے کہ صوفیہ کے نزدیک ارواح کا حکم جائز ہے۔

اقول (میں کہتا ہوں) اس وقت حضرات اولسیہ کی طرف رجوع کیا جائے گا جیسا کہ حضرت سیدی ابوالحسن الخرقانی حضرت سیدی ابویزید البسطامی قدس سرہما کے خلیفہ تھے لیکن یہ امر ہر مدعی سے تسلیم نہیں کیا جائیگا

---

[1] کتاب الصفین لیحییٰ بن سلیمان الجعفی

[2] الصواعق المحرقۃ الخاتمۃ فی بیان اعتقاد اہل السنۃ الخ مکتبہ مجیدیہ ملتان ص ۲۱۸

سرہ العزیز۔ تاوقتیکہ ہم کو اس کی عدالت اور ثقہ ہونے کا علم نہ ہو
یا اہلِ باطن حضرات اس کے متعلق شہادت نہ دیں، یہاں سے آخر تک جو کہ حضرت مارہری قدس سرہ العزیز نے
افادہ فرمایا اور اچھی باتیں فرمائیں۔ (ت)

ہاں بعد سحت خلافت عامہ تعامل (یعنی خلیفہ جیسا معاملہ کرنا) اور اجماع معتبر اور کافی ہے،
لان المعہود عرفا کالمشروط لفظا[1] وما اس لئے کہ جو شئے عرف میں معروف (مقرر) ہو وہ
راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن[2]۔ گویا لفظاً مشروط ہے (لفظوں میں شرط قرار
دی گئی ہے) جو چیز کہ مسلمان اس کو اچھی دیکھیں تو وہ اللہ تعالٰی کے نزدیک بھی اچھی ہے (ت)

ایسی جگہ عرف غالب یہی ہے کہ اکبر اولاد کو استحقاق ہوتا ہے اور اس کے ہوتے دوسرا نہیں
ہوسکتا، مگر جبکہ وہ اہلیت سے عاری ہو یا مستخلف (شیخ) صرف دوسرے کے نام یا دوسرے کو اس کا
شریک وسہیم بنا کر) وصیت معتبرہ کرجائے تو البتہ اس پر عمل سے چارہ نہیں اور جس طرح مستخلف کا کسی
مصلحت شرعیہ کی بنا پر قرابت دار قریبہ کو بالکلیہ محروم کردینا روا ہے یونہی دوسرے کو بربنائے مصلحت
اس کا شریک وسہیم کرنا اور وجوہ مصلحت سے ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ جب اس منصب شریف کا
ایک رُخ جانب دُنیا اور دوسرا جانب دین ٹھہرا تو تنہا ایک امر میں رشد کافی رکھتا ہے اُس سے
تمام انتظامات کا تکفل غیر مظنون (کفیل بننا غیر یقینی) لہذا اگر مستخلف (شیخ) عارف بالصالح (مصلحتوں کا
عارف ہو) اپنے اقارب سے ایک کا رشد اِدھر اور دوسرے کا اُدھر، زائد دیکھے تو کون مانع ہے کہ وہ عارف
صاحب بصیرت وعالم بعواقب الامور ارشد فی الدین[3] کو خلیفہ وبنظر جہت اخرٰی ارشد فی الدنیا کو اس کا
شریک وبازو کردے تاکہ باتفاق آرا، ایک ہیئت اجتماعیہ حاصل ہو کر اس منصب عظیم کے تمام اعباء
کا تحمل بروجہ احسن ظہور میں آئے اور امامت کبرٰی میں جو تعدد ناجائز ہوا اُس کی وجہ ظاہر ہے کہ وہاں
اثنینیت[4] مظنہ فتن عظیمہ ومعارک ہائلہ ہے کما لایخفٰی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ ت) مثل مشہور

---

[3] معاملات کے نتائج کا جاننے والا، دین میں سب سے زیادہ ہدایت والا، سیدھے راستے چلنے
والا اور دوسری جہت کے لحاظ سے دنیوی معاملات میں سب سے بہتر جاننے والا ہو۔

[4] دو کا ہونا بہت بڑے فتنوں کے پیدا ہونے اور تباہ کرنے والے معرکوں کی جائے گاہ ہے ۱۲

---

[1] ردالمحتار کتاب البیوع داراحیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۲۹

[2] المستدرک للحاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ دارالفکر بیروت ۳/ ۷۸

دو بادشاہ در اقلیمے نگنجد (دو بادشاہ ایک ولایت میں نہیں سماتے) اور یہ خلافت ہر چند امامت کبرٰی سے بغایت مشابہ و لہٰذا وہ کثرت و تعدد جو خلافت اولٰی میں واقع یہاں متصور نہیں لیکن تمام احکام میں اس سے اتحاد نہیں رکھتی اسی لئے قرشیت مشروط نہ ہوئی اور جس مصلحت پر تمثیلاً فقیر نے تقریر کی مثلاً اگر اثنینیت واقع ہو کوئی دلیل اس کے بطلان پر ظاہر نہیں ومن ادعی فعلیہ البیان (اور جو دعوٰی کرے اس پر بیان لازم۔ ت) اور صرف تولیت اوقاف میں تو اپنے محل پر تعدد نظائر بدیہی الجواز (اس کی متعدد نظیریں واضح جواز کی دلیل ہے) ہاں اس میں شک نہیں کہ رسم سجادہ نشینی میں عام متوارث وحدت ہے (جو عام جاری رسم چلی آرہی ہے وہ وحدت ہے) اور بلا وجہ وجیہ (معقول وجہ کے بغیر) اس کی مخالفت نہ چاہئے مگر کلام اس میں ہے کہ جب مرشد مرتی کہ اعرف بالمصالح واعلم بالشان ہے دو کو جانشین فرما چکا تو اس کے رُد کی طرف کوئی سبیل نہیں، ہاں صورتِ مذکورہ میں یوں سمجھ سکتے ہیں کہ ارشد فی الدین اصل جانشین اور دوسرا ناظر و مشرف (دیکھ بھال کرنے والا) ہے،

کما اشرنا الیہ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا محمد والاٰل والاصحاب والخلفاء والنواب والاتباع والاحباب اٰمین!

جیسا کہ ہم نے اس کی طرف اشارہ کیا، اور اللہ بے عیب اور برتر صواب کو بہتر جاننے والا ہے اور اس کے پاس ہے اصل لکھا ہوا، اور درود بھیجے اللہ تعالٰی ہمارے سردار محمد اور آل اور اصحاب اور خلفاء اور نائبین اور تابعین اور دوستوں پر۔ آمین! (ت)

مسئلہ ۱۷۹: مع رسالہ "زیب غرفہ" بغرض تصدیق درباره منع تعدد بیعت، مرسلہ جناب مولوی محمد عبدالسمیع صاحب مرحوم ومغفور مصنف رسالہ "انوار ساطعہ" از میرٹھ ۲۳ شوال ۱۳۰۹ھ

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الواحد الاحد المنزہ من کل شرك وعدد والصلٰوۃ والسلام علی النبی الاوحد واٰلہ وصحبہ وتابعیھم فی الرشد من الازل الی ابد الاٰبد۔

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو کہ واحد احد ہے ہر شرک اور متعدد ہونے سے پاک ہے اور رحمت کاملہ اور سلامتی ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو یکتا ہیں مخلوق میں اور ان کی آل اور اصحاب اور ہدایت میں ان کی اتباع کرنے والوں پر ہو ازل سے لے ابد تک۔ (ت)

فی الواقع بے ضرورت صحیحہ صادقہ ملجئہ (مجبور کرنے والا) باوجود پیر غیر کے ہاتھ پر بیعت ارادت سے احتراز تام لازم سمجھے وھو المختار وفیہ الخیر وفی غیرہ ضیرا یما ضیر (یہی مختار ہے اس میں بہتری اسکے غیر میں نقصان ہے کامل نقصان ۔ت) پریشان نظری وآوارہ گردی باعث محرومی ہے والعیاذ باللہ رب العٰلمین ۔

یا ھذا قرآن عظیم صاف صاف فرمارہا ہے کہ رجلا سلما لرجل[1] (ایک غلام صرف ایک مولا کا ۔ت) ہی ہونا بھلا ہے ۔

ھل یستوٰین مثلا الحمد للہ بل اکثرھم لا یعلمون[2]	کیا اُن دونوں کا حال ایک سا ہے، سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے ۔(ت)

یا ھذا پیر صادق قبلہ توجہ ہے اور قبلہ سے انحراف نماز کو جواب صاف باآنکہ اینما تولوا فثم وجہ اللہ[3] (تو تم جدھر منہ کرو ادھر وجہ اللہ یعنی خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ ہے ۔ت) فرماتے ہیں۔ پھر طالبان وجہ اللہ کو حکم یہی سناتے ہیں کہ :

حیثما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ[4]	تم جہاں کہیں ہو پس اپنے چہروں کو مسجد حرام کی طرف پھیر لو ۔(ت)

یہ محل محل تحری ہے اور صاحب تحری کا قبلہ قبلہ تحری ۔

یا ھذا ارباب وفا آقایان دُنیا کا دروازہ چھوڑ کر دوسرے در پر جانا کو زمکی جانتے ہیں ع

سراینجا سجدہ اینجا بندگی اینجا قرار اینجا

(سر اس جگہ ہے سجدہ اس جگہ بندگی اس جگہ قرار واطمینان اس جگہ ہے ۔ت)

پھر احسانات دُنیا کو احسانات حضرت شیخ سے کیا نسبت عجب اُس سے کہ محبت واخلاص پیر کا دعوٰی کرے اور اس کے ہوتے این وآن کا دم بھرے ؎

---

[1] القرآن الکریم ۳۹/ ۲۹
[2] " ۳۹/ ۲۹
[3] " ۲/ ۱۱۵
[4] " ۲/ ۱۴۴ و ۱۵۰

چو دل با دلبری آرام گیرد | زوصل دیگرے کے کام گیرد
نہی صد دستہ ریحاں پیش بلبل | نخواہد خاطرش جز نکہتِ گل

(جب دل ساتھ ایک محبوب کے آرام پکڑے دوسرے کے ملنے سے کب مقصود پکڑے گا، بلبل کے سامنے نیاز بُو کے سو دستے رکھے تو لیکن پھول کی نکہت یعنی خوشبو کے سوا اس کا دل نہیں چاہے گا۔ ت)

یا ھذا فیضِ پیر مَن وسلوٰی ہے اور لن نصبر علٰی طعامٍ واحدٍ[1] (ہم ہرگز ایک طعام پر صبر نہیں کرسکتے۔ ت) کہنے کا نتیجہ بُرا،

فلاتکن اسرائیلیا وکن محمدیا یأتك رزقك بکرۃ وعشیا۔

پس تُو اسرائیلی نہ ہو تُو محمدی بن، تیرے پاس رزق صبح وشام آئے گا۔ (ت)

یا ھذا باپ پدرِ گِل ہے اور پیر پدرِ دل، مولٰی مُعتِق مشتِ خاک ہے اور پیر مُعتِق جانِ پاک، اہلِ ہوس کے زجر کو یہی حدیث بس ہے کہ "جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کو باپ بتائے یا اپنے مولٰی کے ہوتے غیر کو مولٰی بنائے اس پر خدا و ملائکہ وناس سب کی لعنت، اللہ تعالٰی نہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔"

الائمۃ الخمسۃ عن امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من ادعی الی غیر ابیہ او انتمی الی غیر موالیہ فعلیہ لعنۃ اللہ والملٰئکۃ والناس اجمعین لایقبل اللہ منہ صرفا ولا عدلا۔[2]

پانچوں اماموں نے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے انھوں نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت فرمایا: جو شخص اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف ادعا کرے یعنی کسی دوسرے کو باپ بنائے یا اپنے مولٰی کے سوا دوسرے کو اپنا مولٰی بنائے تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے، نہ انکا فرض قبول اور نہ نفل۔ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۶۱

[2] صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۴۴۲
جامع الترمذی ابواب الوصایا باب ماجاء فی من تولی غیر موالیہ الخ امین کمپنی دہلی ۲/ ۳۴
مسند احمد بن حنبل عن علی المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۸۱

جو لوگ متلاعبانہ ان حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں کیا خوف نہیں کرتے کہ مبادا بحکم قیاس جلی اس حدیث صحیح کی وعیدِ شدید سے حصّہ پائیں۔

یا ھٰذا سعادت مندان ازلی نے خود با وصف حکم پیر ترک پیر روانہ رکھا، اور پھر ترک بھی کیسا کہ چشمہ کے پاس سے بحرِ زخّار کی بندگی میں آنا با ایں ہمہ آستانِ پیر چھوڑنا گوارا نہ کیا اور اُن کا یہ ادب محبوبانِ خدا نے پسند فرمایا حضور پُرنور سیّد الاولیاء الکرام امام العرفاء العظام حضرت سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ حضرت سیّدی علی بن ہیتی قدس سرہ الملکوتی کے یہاں رونق افروز ہوئے حضرت علی بن ہیتی نے اپنے مرید خاص ولی با اختصاص سیّدی ابوالحسن علی جوسقی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کو حکم دیا کہ خدمت حضرت غوثیت رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ملازمت اختیار کریں اور یہ پہلے فرما چکے تھے کہ میں حضور پر نور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے غلاموں سے ہوں، سیّدی ابوالحسن قدس سرہٗ پیر سے یہ کچھ سُن کر اس پر رونے لگے اور آستانہ پیر چھوڑنا کسی طرح نہ چاہا، حضور غوث الاولیاء رضی اللہ تعالٰی عنہ نے انھیں روتا دیکھ کر فرمایا:

ما یحب الا الثدی الذی رضع منہ۔ جس پستان سے دودھ پیا ہے اُس کے غیر کو نہیں چاہتا۔

اور انھیں حکم فرمایا کہ اپنے پیر کی ملازمت میں رہیں۔

اخرج سیدی الامام نور الدین ابو الحسن علی بن یوسف اللخمی قدس سرہ فی کتابہ بھجۃ الاسرار ومعدن الانوار بسند صحیح عن سیدی ابی حفص عمر البزار قدس اللہ تعالٰی سرہٗ۔ سیّدی امام نور الدین ابوالحسن علی بن یوسف اللخمی قدس سرہٗ نے اپنی کتاب بہجۃ الاسرار و معدن الانوار میں اس کو سند صحیح کے ساتھ سیّدی ابو حفص عمر البزّار (پاکیزہ کرے اللہ تعالٰی ان کے بھید چھُپے ہوئے کو) سے اخراج کیا ہے یعنی بیان فرمایا اور روایت کیا ہے۔ (ت)

سیّدی عارف باللہ امام اجل عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبرٰی میں فرماتے ہیں:

سمعت سیدی علیا الخواص رحمہ اللہ یقول انما امر علماء الشریعۃ الطالب یعنی میں نے اپنے سردار علی خواص رحمہ اللہ تعالٰی کو فرماتے سُنا کہ علمائے شریعت نے طالب کو

---

[1] بہجۃ الاسرار ذکر ابوالحسن علی الجوسقی مصطفی البابی مصر ص ۲۰۵

بالتزام مذھب معین و علماء الحقیقة المرید بالتزام شیخ واحد[1]

حکم دیا ہے کہ مذہب ائمہ میں خاص ایک مذہب معین کی تقلید اپنے اُوپر لازم کرے اور علمائے باطن نے مرید کو فرمایا ہے کہ ایک ہی پیر کا التزام رکھے۔ (ت)

اس کے بعد ولی موصوف قدس سرہ المعروف نے ایک روشن مثال سے اس امر کو واضح فرمایا ہے، امام علامہ محمد عبدری مکی شہیر بابن الحاج رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ مدخل شریف میں فرماتے ہیں:

المرید یعظم شیخه ویؤثرہ علٰی غیرہ ممن ھو فی وقته لان النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم یقول من رزق فی شیئ فلیلزمه[2] (الٰی اٰخر ما افاد واجاد ھذا مختصر)

یعنی مرید اپنے پیر کی تعظیم کرے اور اسے تمام اولیائے زمانہ پر مرجح رکھے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کسی شیئ میں رزق دیا جائے چاہئے کہ اسے لازم پکڑے

اسی میں ہے:

ان المرید له اتساع فی حسن الظن بھم وفی ارتباطه علٰی شخص واحد یعول علیه فی امورہ ویحذر من تقضی اوقاته لغیر فائدۃ[3]

مرید کے لئے وسعت اس میں ہے کہ اپنے زمانہ کے تمام مشائخ کے ساتھ گمان نیک رکھے اور ایک شیخ کے دامن سے وابستہ ہو رہے اور اپنے تمام کاموں میں اس پر اعتماد کرے اور بے فائدہ تضییعِ اوقات سے بچے (ت)

فائدہ: یہ حدیث کہ امام ممدوح نے معضلاً ذکر کی حدیث حسن ہے۔

اخرجه البیھقی فی شعب الایمان[4] بسند حسن عن انس رضی اللہ تعالٰی عنه وھو عند ابن ماجة من حدیثه

اخراج کیا اس کو بیہقی نے شعب ایمان میں سند حسن کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے، اور یہی روایت ابن ماجہ کے نزدیک

---

[1] المیزان الکبرٰی فصل فان قلت فاذا انفک تلب لولی عن التقلید الخ مصطفی البابی مصر ۱/۲۳

[2] المدخل لابن الحاج حقیقۃ اخذ العھد دار الکتاب العربی بیروت ۳/۲۲۳ و ۲۲۴

[3] 〃 〃 〃 فصل فی دخول المرید الخلوۃ 〃 〃 〃 ۳/۱۶۰

[4] شعب الایمان حدیث ۱۲۴۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/۸۹

ومن حديث ام المؤمنين الصديقة رضى الله تعالىٰ عنهما عن النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم بلفظ من بورك له في شئ فليلزمهٗ۔

اور اس سے یہ استنباط عجب نفیس واحسن۔

والحمد لله علىٰ ما رزق ومن والصلوٰة والسلام على رسوله الامن وآله وصحبه وكل من اٰمن والله تعالىٰ اعلم وعلمه جل مجده اتم وحكمه عزشانه احكم۔

آپ کی حدیث اور حضرت اُمّ المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث نبی کریم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے کہ جس کو کسی شے میں برکت دی گئی ہو تو چاہیے اُسے لازم پکڑے۔ (ت)

اور سب خوبیاں اللہ کے لئے ہیں اس کے عطا فرمانے اور احسان کرنے پر اور صلوٰۃ وسلام ہو اس کے ایسے رسول پر جو سب سے زیادہ احسان کرنے والے ہیں اور ان کی آل اور اصحاب اور اس پر جو ایمان لائیں، اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اور اسکا علم پورا ہے اور اس کا حکم مضبوط